تبصرے

تاریخ میو چھتری از مولانا حکیم عبدالشکور مرحوم تقطیع کلاں ضخامت ۲۱۶ کتابت وطباعت بہتر قیمت مجلد -/25 -

پتہ: چودھری یٰسین میو ہائی اسکول، نوح ضلع گڑگانوہ، ہریانہ

ہندوستان میں کثرت سے جو قومیں آباد ہیں ان میں ایک بڑی وسیع قوم میو ہے جس کی بڑی اور یکجائی آبادی ہریانہ، پنجاب اور راجستھان کے بعض علاقوں میں ہے یہ ایک نہایت قدیم قوم ہے جس کا نسبی تعلق شری کرشن جی اور رامچندر جی سے ہے سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات کے زمانہ میں ان میں اسلام پھیلنا شروع ہوا پھر اسلامی لشکروں کے جلو میں علماء اور صوفیا کے جو گروہ ہندوستان آئے اور مختلف حصوں میں پھیلتے رہے ان کے فیض سے ان لوگوں میں اسلام کی اشاعت برابر ہوتی رہی یہاں تک کہ ان کی عظیم اکثریت مسلمان ہو گئی اگرچہ وقتاً فوقتاً ان میں علماء اور ارباب معرفت پیدا ہوئے، لیکن مجموعی اعتبار سے یہ قوم ہمیشہ پسماندہ رہی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان لوگوں نے مسلمان سلاطین کے مقابلہ میں ہندو راجاؤں مہاراجوں کا ساتھ دیا تھا اس لئے اسلامی سلطنت نے ان کو ہمیشہ نظرانداز کیا اور ان کی اصلاح کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی عظیم اکثریت عام رہن سہن میں ہندو عادات ورسوم کا شکار رہی۔ البتہ انگریزوں کے زمانہ میں بعض میواتی روشن خیال حضرات کی کوششوں اور ادھر مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی تبلیغی جد وجہد کے باعث انگریزی اور دینی تعلیم کا چرچا ہونا شروع ہوا اور اب حال یہ ہے کہ اس قوم میں مذہبی اور دینی بیداری بھی ہے جس کے باعث ان کے اپنے دینی مدارس و مکاتب ہیں اور جید علماء اور دوسری جانب انگریزی تعلیم کے باعث ان میں اچھے اچھے ڈاکٹر، انجنیر، ٹیچر اور دوسرے شعبوں کے ماہر پیدا ہو رہے ہیں۔

اس کتاب میں فاضل مصنف نے بڑی تحقیق و تدقیق اور ربط و تفصیل سے اسی قوم کی تاریخ قلمبند کی ہے جس میں انہوں نے لفظ میو کی اور اس قوم کے دوسرے بیسیوں ناموں کی تحقیق کرنے کے بعد ان کا جغرافیہ اون کی اصل اور نسل ان کی مختلف شاخیں، اون کے قبیلے اور ذاتیں، عادات و خصائل، رسم و رواج، و زبان، ادب، اون میں عہد بعہد انقلابات و تغیرات، سیاسی، سماجی، معاشی اور دینی و اخلاقی حالات ان میں سے ہر ایک چیز پر سیر حاصل کلام کیا ہے اور جو کچھ لکھا ہے تحقیق اور حوالوں سے لکھا ہے غالباً اردو زبان میں اس موضوع پر اسی درجہ مفصل اور تحقیقی کتاب اب تک نہیں لکھی گئی تھی مصنف نے اپنی داستان حضرتِ انسان کی پیدائش سے شروع کی ہے، چنانچہ شروع کے چند ابواب میں تخلیقِ آدم، آریہ قوم اور اوس کے اصل وطن سے بحث کرنے کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ جتنی بھی آریہ اقوام ہیں (جن میں میو۔ جاٹ وغیرہ سب شامل ہیں) وہ سب عربی الاصل اور آلِ ابراہیم ہیں اس سلسلہ میں ایک مستقل باب میں مدلل گفتگو کر کے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم اور ہندوؤں کے مشہور دیوتا برہما جی درحقیقت دونوں ایک ہی ہیں، چنانچہ قرآن مجید میں جن صحف ابراہیم کا ذکر ہے وہ برہما جی کی طرف منسوب وید ہے اور ہندوؤں کا جو مشہور تہوار ہولی ہے اس کے متعلق بھی لکھتے ہیں کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اس واقعہ کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے ہولی کی رسم کو جاری کیا گیا ہے (ص ۹۸) آگے چلکر پھر کہتے ہیں " آگ کی مہمان اور ستائش جو رگ وید میں موجود ہے وہ بھی حضرت

ابراہیم کی آگ کے گلزار اور موجب سلامتی بن جانے کی طرف اشارہ کر رہی ہے (ص ۹۰)
مزید لکھتے ہیں: اس بات کے قوی قرائن موجود ہیں کہ ویدک تعلیم اپنی ابتدائی اور اصلی حالت میں خالص توحید الٰہی پر مبنی تھی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تعلیم تھی (ص ۹۰) ہم ہندوستان میں جن کو برہمن کہتے ہیں اون کے متعلق فاضل مصنف کا قیاس ہے کہ برہمن درحقیقت بابل کے وہی لوگ ہیں جو حضرت ابراہیم کے ہاتھ پر اسلام لے آئے تھے اور جو نمرود (ضحاک) کے مظالم سے تنگ آکر ہندوستان میں آئے اور علم جیوتش کے بانی قرار پائے (ص ۹۰)

غرض کہ یہ ساری بحث بڑی دلچسپ اور پڑھنے کے لائق ہے، ہماری گذارش یہ ہے کہ اگرچہ اس سلسلہ میں ابھی کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی لیکن اس میں شبہ نہیں کہ متقدمین میں عبدالکریم شہرستانی نے بھی اپنی کتاب "الفصل فی الملل والنحل" میں حضرت ابراہیم اور برہماجی کے ایک ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ علمائے متاخرین میں مولانا سید مناظر احسن گیلانی کا خیال بھی یہی تھا۔ ہمارے خیال میں موہنجوداڑو کی تہذیب پر اگرچہ ریسرچ کا کام مکمل نہیں ہوا، لیکن اب تک جو کام ہو چکا ہے اوس سے بھی اسی پر روشنی پڑتی ہے کہ ہندوستان اور جنوبی عرب کے تعلقات بہت قدیم سے تھے اسی لئے ان کی اوسی زمانہ کی تہذیبوں میں قریبی مماثلت ملتی ہے، زبان و بیان سلیس اور عام فہم ہے، لیکن میواتی زبان کے الفاظ کی کثرت کے باعث بعض بعض جگہ تعقید پیدا ہو گئی ہے اور بعض جگہ اون کے قلم سے نامناسب الفاظ بھی نکل گئے ہیں، مثلاً ایک جگہ قرآن اور بائبل دونوں کے متعلق کہتے ہیں۔ ان میں بہت سی قوموں کے حالات ملتے ہیں، مگر ان میں ترتیب نہیں پائی جاتی کیونکہ انہیں مختلف مقامات پر بصیرت و عبرت کے نقطۂ نظر سے لکھا گیا ہے (ص ۹۸) بہر حال اس میں شبہ نہیں کہ کتاب بڑی محنت، تلاش اور تحقیق سے لکھی گئی ہے اس کا مطالعہ ارباب ذوق کے لئے عموماً اور تاریخ کے طلبا کے لئے خصوصاً مفید اور بصیرت افروز ہوگا۔